

اللَّهُمَّ
بِسْمِكَرَبِّنَا

پادرہ کے قیام میں
حضور مظہر علیحضرت شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
ایک اہم شیرانہ خدمت دینی

مناظرہ پادرہ



مُسَمِّيٰ بَاسْمِ تَارِيْخِ

پادرہ میں حج اہلسنت

۳۶ — ۱۳

مُتَّبِّر

نبیہ حضور مظہر علی حضرت مولانا الحاج الشاہ ابوالحوارہ محمد فتح رزان رضاخا صاحب قبلہ تھی آنکھ عالیہ شریعت شیخ شیخ زبانیہ

نام کتاب	مناظرہ پادرہ دوم
نام تاریخی	”پادر میں فتح الہمنت“ [۱۳۵ ۳۶]
نام مناظر الہمنت	چُخُورُ ظَهِيرَةِ الْمُسْلِمِيِّ
مرتب	نبیر و حضور مظہر علیٰ حضرت مولیٰ نا ابوالصواریخ محمد فکر زال رضا صباق قدشی
مقام	پادرہ (گجرات)
تحقیح	حضرت مولیٰ نافیٰ الحاج محمد فاران رضا غال صباق قدشی
	حضرت مولیٰ نا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قدمتی
نظر ثانی	حضرت مولیٰ نافیٰ الحاج محمد نہراں رضا غال صباق قدشی
ترتیب و کتابت	محمد نجم الرضا حاشمتی
طابع و ناشر	کتبہ حشمتیہ

نُوٹ:

مناظرے کی ترتیب و تدوین میں حتیٰ الوضع صحیح کی وو شش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غافی نظر آئے تو مرتب کی صحیحی جائے حضرت قبلہ قدس سرہ کی ذات با برکت اس سے بری ہے۔

پادرہ سے مولوی اشرفتی تھانوی خلیل احمد نبیٹھوی کو بذریعہ خط مناظرہ کا چیلنج

پادرہ ضلع بڑودہ میں رہ کر حضرت شیر بیشہہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت نے محبب سُنیت جناب سبیٹھ جمال بھائی و قاسم بھائی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ طواغیت اربعہ وہابیہ دیوبندیہ میں نانوتوی و گنگوہی دو بغیر تو بہ مرچکے ہیں۔ اور دو یعنی مولوی اشرفتی تھانوی اور مولوی خلیل احمد نبیٹھوی زندہ ہیں۔ ان دونوں کو فیصلہ کن مناظرہ کا چیلنج دو۔ پہلے اس کیلئے کافی روپیہ جمع کرو۔ پھر حکومت بڑودہ سے منظوری لو۔ اس طرح کہ مناظرہ کے ایام میں ضلع کلکٹر پادرہ قیام کرے۔ اور دو انسپکٹر پولیس ولپیس فورس انتظام کیلئے یہاں موجود ہیں۔ اور ان مولویان وہابیہ دیوبندیہ ان کے ہمراہیان کے آمد و رفت کرایہ ان کے قیام و طعام کا انتظام اپنے ذمہ ہوگا۔ اور حضرات علمائے اہل سنت کے کرایہ و قیام و طعام کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔ اور جب تک فیصلہ نہ ہو مناظرہ جاری رہے گا۔

جمال بھائی مرحوم نے پہلے اخراجات کیلئے روپے کا انتظام کیا۔ اور ایک خطیر رقم مینک میں جمع کر دی۔ کلکٹر وغیرہ سے پادرہ میں انتظاماً قیام کرنے کی بڑودہ میں درخواست دی۔ پھر حضرت نے فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت تھانوی جی کو تھانہ بھون اور نبیٹھوی جی کو دعوت نامہ رجسٹرڈ مدنیہ مٹوڑہ بھیجا۔ تاریخ و ماہ کا تعین ان دونوں ہی کے ذمہ رکھا کہ جب آپ چاہیں یہ مناظرہ ہوگا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

”اکابر دیوبند میں آپ دو بقیدیات ہیں۔ اور سارے دیوبندیوں کا آپ کی بات تسلیم ہوگی۔ حفظ الایمان تھانوی صاحب کی تصنیف ہے۔ اور برائیں قاطعاً نبیٹھوی صاحب کی تصنیف ہے۔ ان کی عبارات کا جو مطلب آپ دونوں صاحبان بیان کر سکتے ہیں وہ دوسرا نہیں بتا سکتا۔ لہذا آپ دونوں صاحبان کو ہم سُنی مسلمانان پادرہ ضلع بڑودہ دعوت دیتے ہیں کہ آپ دونوں صاحبان اپنی فرصت کی تاریخیں مقرر فرمائیں اور پانی اپنی کتابوں کی عبارات پر مناظرہ فرمائیں۔ آپ اور آپ کے ہمراہیوں کی آمد و رفت کا کرایہ اور یہاں کے خوردوں کو شہم ذمہ دار ہوں گے۔ آنے کیلئے آپ کو اختیار ہوگا کہ جس درجے میں چاہیں سفر فرمائیں۔ جتنا سفر خرچ تحریر کریں ہم بھیج دیں۔ پھر آپ دونوں صاحبان کو یہی اختیار ہوگا کہ کسی اور کوئی اکیل مناظرہ مقرر فرمائیں۔ لیکن آپ دونوں صاحبان میدان مناظرہ میں تشریف فرماضرور ہوں۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ تاکہ کسی کو بعد میں بدلنے کا موقع نہ رہے۔ لہذا آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کے کیلیں صاحب تحریر شناختیں۔ تو آپ صاحبان اس تحریر پر سب کے سامنے دھنخن فرمائیں۔ تو آپ کے منتخب شدہ مناظر کو دے دیں۔“

تحانوی صاحب کا مرض ناگفتہ بہ

چونکہ تحانوی صاحب کے متعلق مشہور تھا کہ وہ مرض ناگفتہ بہ میں بنتا ہیں اس لئے ان کو یہ بھی لکھا گیا تھا کہ:

”اگر جناب کو فرست کلاس کے سفر میں بھی دشواری ہو تو آپ آرام کے ساتھ پاکی فنیں میں تشریف لائیں۔ اور جتنا خرچ ہو، میں لکھیں۔ تاکہ ہم وہ روپیہ پہلے آپ کو تھیج دیں۔ نیز میدان مناظرہ میں بھی اگر آپ بیٹھنے سکیں تو وہیں ایک طرف آپ کیلئے مسہری ڈال دی جائیگی۔ اس میں آرام سے لیٹیں۔ بس اپنے وکیل کی تحریر پر دستخط فرمادیں اور خدا را مسلمانوں پر مہربانی فرمائیں۔ اور روز کی خانہ جنگی کو ختم فرمائیں۔ ہاں حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہوں گے اور جملہ اخراجات ہمارے ذمہ ہیں۔“

حضرت شیریشہ سُنّۃ نے اس مضمون کا خط دنوں مولیان دیوبند کو رجسٹرڈ اک سے روانہ کیا۔ اور اس کے بعد اسی مضمون کے اشتہارات شائع فرمائے۔ اور ایک شرائط نامہ بھی اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

فیصلہ کن مناظرہ کے شرائط

(۱) یہ مناظرہ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتی اور آپ دونوں کے کفر و اسلام پر ہوگا۔ دوسرے فروع مسائل اس مناظرہ کے موضوع سے خارج ہوں گے۔

(۲) آپ دونوں صاحبان اپنا اور گنگوہی و نانوتی صاحبان کا اسلام ثابت کریں گے۔ اور اہل سُنّۃ کا مناظر اس کا ابطال یعنی آپ دونوں اور ان دونوں کا کفر ثابت کرے گا۔

(۳) یہ مناظرہ مقام پادر ضلع بڑودہ صوبہ بھارت میں ہوگا۔ جہاں انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ضروریات مہیا کی جائیں گی۔ چونکہ اس مناظرہ سے بعونہ تعالیٰ ہمیشہ کے جھگڑوں کا ختم کر دینا مقصود ہے۔ لہذا اہل سُنّۃ کی طرف سے حضرات ذیل تشریف فرمائوں گے۔

۱: حضرت جعیة الاسلام مولانا مولوی محمد سالم رضا خاں صاحب قبلہ فضل بریلوی سرپرست جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی شریف۔

۲: حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی الحاج مفتی حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ اعظمی صدر المدرسین دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجیر مقدس۔

۳: مظہر اعلیٰ حضرت شیریشہ سُنّۃ اولیٰ علیٰ الرَّضَا مُحَمَّد حَشْمَت علیٰ خال صاحب قبلہ مفتی و مناظر جماعت رضاۓ مصطفیٰ بریلی شریف۔

۴: حضرت خامی سُنّت مولینا مولوی سید شاہ احمد آشُر ف صاحب فاضل کچھو چھوئی۔ سرپرست دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کچھو چھہ مقدسہ ضلع فیض آباد۔

۵: حضرت استاذ العلماء مدرسہ الافتضال مولینا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مراد آباد۔

۶: حضرت فقہیہ عظیم مولینا مولوی سید محمد بیدار علی صاحب الوری مفتی پنجاب۔

یہ حضرات مسلمانان امیں سُنّت کے مقتدا یا عظام و علمائے اعلام ہیں۔ ان میں سے جن کا مناظرہ آپ دونوں صاحبان پسند کریں گے وہی آپ دونوں کے مقابل ہوں گے اور دیوبندی جماعت کی طرف سے آپ دونوں صاحبان مولوی اشفعی تھانوی و مولوی خلیل احمد نیٹھوی مناظر ہوں گے۔ کیونکہ فیصلہ کن مناظرہ کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہر گروہ کے پیشوایا ہم مل کر فیصلہ کر لیں۔ اور اس کے آگے دونوں گروہ سر جھکا دیں۔ معہذا خود آپ پر ازام ہے، آپ کی تصنیف زیرِ بحث ہیں۔ آپ کے ہوتے دوسرا کیا آپ کی طرف سے جواب دے گا۔

پھر آپ دونوں صاحبان کو یہی اختیار ہوگا کہ کسی اور کوپنا کیلئے مناظرہ مقرر فرمائیں۔ لیکن آپ دونوں صاحبان میدان مناظرہ میں تشریف فرماضرور ہوں۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ تاکہ کسی کو بعد میں بدلنے کا موقع نہ رہے۔ لہذا آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کے دکیل صاحب تحریر سنا دیں تو آپ صاحبان اس تحریر پر سب کے سامنے دستخط فرمائ کر اپنے منتخب شدہ مناظر کو دے دیں۔

ہاں آپ دونوں صاحبان کو اختیار ہوگا کہ اپنی مدد کیلئے یا مشورہ کیلئے مولوی مرتفعی حسن درستگی، مولوی عبدالشکور کا کوروی، اعلیٰ ابدام گودھراوی، مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی شبیر احمد دیوبندی، مولوی حسین احمد فیض آباد، مولوی احمد بزرگ ڈھا بیلی، مولوی محمد حسین راندیری اور مولوی غلام نبی تارہ پوری بلکہ دیوبند سے لے کر جو تک کے تمام دیوبندیوں اور اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو بلوالیں۔ اور ان سے خوب مددیں۔

(۵) یہ مناظرہ شروع ہو کر اس وقت تک جاری رہے گا جب تک بعونہ نعمائی کامل طور پر احقاق حق و ابطال باطل کا اور ایک فریق عاجز ہو کر اپنی نشست کا اقرار لکھ کر، مسا کر اپنے مقابل کو دے دے۔

(۶) اگر آپ دونوں صاحبان کو شکست ہوئی تو آپ دونوں صاحبان کو مہری سختی توہنامہ لکھ کر اپنے مقابل کو دے کر علی الاعلان مناظر اہل سنت کی تلقین کے مطابق اسلام لانا پڑے گا۔ اور اگر بالفرض غلط اہل سنت کا مناظر جواب سے عاجز رہے تو علی الاعلان مجمع عام میں اسے اپنے عجز کا اقرار لکھ کر مٹا کر اپنے مقابل کو دینا ہوگا۔

(۷) جب مناظر جواب سے عاجز آئے اور اپنی غلطی کا اقرار لکھ کر نہ دے اُس سے سارے جلسے مناظرہ کا خرچ بذریعہ کچھری وصول کیا جائے گا۔

(۸) ہر مناظر اپنی پوری تقریل کھ کر لائے گا۔ اور حاضرین جلسے میں اُسی کو کھڑا ہو کر سنائے گا۔ لکھی ہوئی تحریر سے ایک لفظ بھی کم یا زیادہ کر کے یا بدلت کر سنانے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اسی تحریر پر اپنی مہر و دستخط کر کے اور پریسینٹ مناظرہ سے دستخط کر کے اپنے مقابل کو دے دے گا۔ تاکہ مناظرہ کی رواداد ساتھ ساتھ مرتب ہوتی رہے۔ اور کسی فریق کو اس میں دست اندازی کا موقع نہ ملے۔

(۹) ایک دن ایک فریق کا مناظر اپنی لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر سنادے گا۔ اُس کے دوسرے روز اُس کا مقابل اُس کا لکھا ہوا جواب سنائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ یعنی تعالیٰ حق کا مالک حق واضح کو واضح تر فرمادے۔ تاکہ کسی فریق کو تنگی وقت کا اذر کرنے کا موقع نہ ملے۔

(۱۰) کسی مناظر کو بے تہذیبی برتنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۱۱) مناظر کے سوا حاضرین جلسے میں سے کسی شخص کو کچھ بولنے یا مناظرہ پر ہنسنے یا شور و شغب کرنے کا بالکل حق نہ ہوگا۔

(۱۲) آپ دونوں صاحبین کی تحریر منظوری مہری دستخط کی آجائے کے بعد یعنی تعالیٰ کوشش کی جائے گی کہ ضلع کا گلکھر مناظرے میں شرکیک ہو۔

(۱۳) پریسینٹ کا کام صرف اتنا ہوگا کہ جلسے کے حاضرین میں جو بے ضابطگی کرے اُسے جلسہ گاہ سے باہر کر دے۔ اور ہر مناظر سے شرائط کی پابندی کرائے۔

(۱۴) چونکہ اس مناظرے کی انہا کسی مناظر کے عاجز آجائے اور اپنی غلطی کا اقرار لکھ کر دینے پر ہوگی۔ لہذا اس میں حکم کی کچھ ضرورت نہیں۔

(۱۵) جو مناظر بحث ختم ہونے سے پیشتر میدان مناظرہ سے بھاگ جائے یا شرائط منظور کرنے کے بعد وقت پر میدان مناظرہ میں نہ آئے تو اُس کی اور اُس کے سارے گروہ کی کھلی ہوئی اقراری ثناشت ہوگی۔ اور پھر اس سے بذریعہ کچھری جلسہ مناظرہ کے تمام اخراجات وصول کئے جائیں گے۔

(۱۶) آپ دونوں صاحبوں کی تحریری منظوری دستخط کی آجائے کے بعد درخواست دے کر حفظی امن کیلئے ضلع کی پولیس بلوائی جائے گی۔ جو اختتام مناظرہ تک رہے گی۔

ضروری اطلاع

اگر آپ دونوں صاحبوں نے ان معقول شرائط پر مناظرہ منظور نہ فرمایا اور آپ کو اس دعوت مناظرہ پہنچنے کی تاریخ سے تین دن کے اندر آپ دونوں صاحبوں کی دستخطی مہری منظوری ہمیں وصول نہ ہوئی تو یہ سارے دیوبندی گروہ کی کھلی ہار، فاحش

شکست ہوگی۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ سارے دیوبندی گروہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو دیوبندیوں کو مسلمان ثابت کر سکے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ مسلمانوں میں جس قدر خانہ جنگیاں دیوبندی لوگ کرتے ہیں سب آپ ہی دونوں کے حکم سے کرار ہے ہیں۔ پھر تمام فسادوں، فتنہ انگیزیوں کی ذمہ داری آپ ہی دونوں صاحبوں کے سروں پر ہوگی۔

خبر شرط است! خبر شرط است!! لحلل! الواراء!! الساعه!!! حاضر شو! حاضر شو!! حاضر شو!!

پھر نہ کہنا، ہمیں خبر نہ ہوئی۔ و ماعلینا الا البلاغ.

خُدَّا وَرَسُولُ جَلَّ جَلَالُهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَرِّهَرَوَسَهَ كَرَكَ آپ دونوں صاحبوں کی اور آپ کے ہمراہی مولویوں کی حفظ امن کی ذمہ داری بھی ہم خدام اسلام اپنے سریتیتے ہیں۔ جب تک آپ صاحبان پادرہ میں رہیں گے آپ کے حفظ امن کے بُعْونَهِ تَعَالَى ہم ذمہ دار ہوں گے۔

ضروری گذارش

امید ہے کہ آپ دونوں صاحبان اس اہم ضروری خالص دینی اسلامی قومی مذہبی ملی کام میں کسی ضرورت یا عدم فرصت یا بیماری وغیرہ کا عذر نہ فرمائیں گے۔ مسلمانوں کو فتنہ انگیزیوں، خانہ جنگیوں سے بچانا اس سے بڑھ کر کون سی ضرورت ہو سکتی ہے جسے اس پر مقدم کیا جائے گا؟

اگر بیماری ہو تو اس قومی مذہبی خدمت کیلئے آپ دونوں صاحبان سینکڑ کلاس میں آسکتے ہیں۔ آپ دونوں صاحبوں کا سکنڈ کلاس کا کرایہ یہاں آنے پر بھجن اہل سنت پادرہ آپ کی خدمتوں میں حاضر کر دے گی۔ میدان مناظرہ میں آپ کی خواہش کے مطابق آرام دہ نشست بنا دی جائے گی۔ ضعف کے سبب اگر اپنی تحریر آپ دونوں صاحبان خود کھڑے ہو کر نہ سُنا سکیں تو کسی دوسرے سے سُنوادیں۔ غرض اگر آپ صاحبوں کو اسلام اور مسلمانوں کی یا ہم خدمت منظور ہے تو اس کے ہزار راستے ہو سکتے ہیں۔

مدت کی طوال تک اس کا عذر بھی نہ سُنا جائے۔ ہمیں بُعْونَهِ تَعَالَى یا آخری اور ہمیشہ کیلئے فیصلہ کن مناظرہ کرنا ہے۔ ایک مرتبہ چاہے جس قدر بھی مدت صرف ہو جائے مگر پھر بھی باذنِ تَعَالَى مناظرہ کی ضرورت نہ پڑے۔ اور ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کو نجات ملے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدی۔

اِصْفَرْ مَظْفَرٌ ۱۳۲۶ھ

ناظم تعليمات دیوبند کا جواب میں گالی نامہ

اشتہار فیصلہ کن مناظرہ کا شائع ہونا تھا کہ جناب مرتضیٰ حسن در ہنگی ناظم تعليمات دیوبند نے اس کے جواب میں ایک گالی نامہ شائع کر دیا کہ تم جاہل ہو، گھامڑ کافر ہو، بے ادب ہو، تم کو حکیم الامت سے خط و کتابت کا کیا حق ہے؟ وہ مرض ناگفتہ ہے

میں بتلا ہیں۔ ہم ان کے ہیں ہم سے خط و کتابت کرو۔

اس کے جواب میں اُبیل سُنّت و جماعت کی جانب سے بہت مہذب انداز میں ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ اور وہ اشتہار ایک درجھنگی جی کو، ایک تھانوی جی کو، ایک نبیٹھوی جی کو ذریعہ رجسٹرڈ اک دیوبند، تھانہ بھون، اور مدینہ منورہ بھیجا کہ:

”جناب وکیل ہیں تو اچھا ہے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ کن مناظرہ ہو۔ لہذا ان دونوں صاحبان کا مقام مناظرہ میں موجود ہونا ضروری ہے کہ بعد میں کسی دیوبندی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر خود مصنف سے پوچھا جاتا تو وہ صحیح مطلب بتاتا۔ آخر تھانوی صاحب و نبیٹھوی صاحب کو کیوں نہیں بلایا۔ لہذا ہم سنی مسلمان بنیت خیر تھانوی صاحب و نبیٹھوی صاحب کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور حفظ الایمان و برائیں قاطعہ و تحریر الناس و فتوفتوائے گنگوہی میں مندرجہ کفر و ارتداد کو امن و امان کے ساتھ طے کر کے ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی آئیں اور تھانوی صاحب کو جس آرام دہ سواری میں لانا چاہیں لا میں اور سفر خرچ تمام وکال ہم سے منگالیں۔ میدان مناظرہ میں آپ اپنے نام و کالت نامہ مناظرہ لکھوالیں۔ اور آپ ہی تحریر لکھیں۔ تحریر سنا کر اس پر دونوں صاحبان کے دستخط کر کر سُنّتی مناظر کو دے دیں۔“

مگر بغیر و کالت نامہ مناظرہ کے ہم آپ کو وکیل کیوں کرمان لیں۔ یہ تو ”می سست گواہ چست“ والی مثال یوں ہو گئی کہ ”موکل سست اور وکیل چست“ ارے جناب پہلے اپنے موکل صاحبان سے تو دریافت فرمائیے اور ان سے کالت مناظرہ کی تحریر اپنے نام لجھئے۔ پھر ہمارے سامنے آئیے۔ وکالت نامہ مناظرہ کے بعد ہمیں کب اذکار ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دونوں صاحبان و کالت نامہ مناظرہ لکھ تو دیں۔ محض آپ کی زبان زوری سے تو آپ کو ان دونوں کا وکیل نہیں مانا جاسکتا۔ نہ دنیا کا کوئی عقل مند اس کو تسلیم کر سکتا ہے۔ آپ کوشش کر کے تھانوی صاحب کو لے کر آئیے۔ اور نبیٹھوی صاحب کو بھی بلوائیے۔ ہمارے مہماں بنئے۔ اور دونوں صاحبان سے وکالت مناظرہ کی تحریر لے کر مناظرہ فرمائیے۔ لمحل! لمحل!! لمحل!!“

اس مہذب اشتہار کے جواب میں درجھنگی جی نے پھر وہی گالی نامہ شائع کیا کہ جاہلوں کو علماء کے منہ نہیں لگانا چاہئے۔

وغیرہ وغیرہ۔

مولوی خلیل احمد نبیٹھوی کو دوبارہ چیلنج

مولوی اشفعی صاحب کو ذریعہ رجسٹری اور صفرتے پہلے وصول ہو گئی۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں۔ اس لئے انہیں رجسٹری وصول نہیں ہوئی۔ لہذا انہیں پھر دوبارہ چیلنج عرب بھیجا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور تحریر اس مضمون کی بھی کہ:

” اس مناظرہ سے للہیت کے ساتھ رفع نزع منظور ہے۔ نفسانیت کے شوابہ سے اس کو پاک رکھنے کی انتہائی کوشش کی جائے گی۔ آپ کے آرام آسائش، خاطر مدارات میں کوئی دفیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ آپ دونوں صاحبوں کی حیات تک امید ہے کہ یہ اختلاف مٹ سکے۔ آپ کے بعد پھر ناممکن انظر آتا ہے۔ اس لئے سخت سے سخت مشقت بھی ہوتی تو آپ کو برداشت کرنی چاہئے تھی۔ یہاں تو بفضلہ کوئی مشقت نہیں ہے۔ آپ ضرور تشریف لائیں۔ ضرورت سمجھیں تو نجدی علماء کو اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ آپ چاہیں گے تو آپ کا کراچی پیش کر دیا جائے گا۔ ”

مولوی اشرف علی تھانوی کے نام دوسرا خط

ایک خط مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نام بھی قریب اسی مضمون کا بھیج دیا گیا۔ جس میں مناظرہ کی اہمیت اور اس سے جو توقعات ہیں ان کا اظہار کر کے تشریف آوری کی استدعا کی گئی۔ اور اطمینان دلایا گیا کہ آپ کی آسائش کیلئے اپنے امکان تک پوری کوشش کی جائے گی۔ اگر آپ چاہیں گے تو جلسہ گاہ میں آپ کیلئے مسہری یا کوچ کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اپنے ساتھ اگر آپ اپنے رفقاً کو لانا چاہیں تو سود و سوجس قدر اصحاب کی آپ اطلاع دیں گے ان کے کھانے ناشتے وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا۔

اس طریقہ دعوت کے بعد کوئی وجہیں ہے کہ مولوی صاحبان تشریف لا کر معاملہ صاف نہ کر لیں۔ دنیا کی بڑی بڑی اُبھیں لوگ صاف کر لیتے ہیں۔ اور سلطنتوں کی پیچیدگیاں گفت و شنید سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ حضرات مذہبی چاقش کو دور کرنے کیلئے اور تمام ہندوستان کی خانہ جنگی مٹانے کیلئے سفر کی تھوڑی ہی تکان گوارا کریں تو تمام ہندوستان کی مصیبت میں بڑی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ اس ناگوار جنگ کا خاتمہ ہی ہو جائے۔ مولوی اشرف علی صاحب سے اس خط میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ ”مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں ممکن ہے انہیں تشریف لانے میں دری ہو آپ ان کے انتظار میں تاخیر مت سمجھے۔ کارخیر میں جس قدر جلدی کی جائے بہتر ہے۔ ”

مولوی خلیل احمد صاحب کا جواب تو ممکن ہے دری میں آئے۔ لیکن مولوی اشرف علی صاحب کو جواب دینے کیلئے ایک مہینہ بہت تھا۔ ریج الاول شریف کی انتارخ آگئی۔ مگر افسوس کہ ان کی طرف سے بھی تک کوئی جواب نہ آیا۔

معتقدین و ہابیہ کا جواب:

مولوی اشرف علی صاحب نے تو جواب نہ دیا۔ لیکن ان کے چند مراد آبادی معتقدین نے مشورہ سے یا بے مشورہ ایک اشتہار قریب تمام میعادنگز رجاء نے پرشائع فرمایا۔ جو خاص طور پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس اشتہار میں اکابر علمائے اہل سنت کو

سخت شنیع خلاف تہذیب الفاظ سے کو ساگیا ہے۔ اور مولوی اشرفتی صاحب کی نسبت یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ بیمار ہیں، قابل سفر نہیں۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب کی نسبت یہ کہ وہ عرب میں ہیں۔ اور مبحث وہابیہ کا کفر نہ ہونا چاہئے۔ اور حضرات دیوبند مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔

دلیرانہ جواب:

۱: ان صاحبوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں تو وہیں ان کے پاس دعوت مناظرہ بتحج دی گئی ہے۔ اور مصارف سفر پیش کرنے کیلئے انھیں لکھ دیا گیا ہے۔ دیوبندی حضرات بھی انھیں لکھیں کہ وہ ضرور تشریف لاائیں۔

۲: مولوی اشرفتی صاحب اگر قابل سفر نہیں تو تھانہ بھون، ہی میں مجلس مناظرہ ترتیب دیجئے۔ ہمارے علماء وہاں تشریف لے جانے کیلئے تیار ہیں۔ دیوبندی حضرات جو مناظرہ کیلئے آمادہ ہیں خوب مستعد ہو جائیں۔ اور اسی مجلس میں مولوی اشرفتی صاحب کی موجودگی میں ان کی اجازت سے مناظرہ کریں۔ مولوی اشرفتی صاحب ان کے ایک ایک کلمے کے ذمہ درہوں کے اور ان کے ہر ایک جواب پر ان کو اپنے دستخط ثبت کرنا ہوں گے۔ کیونکہ الزام خود مولوی اشرفتی صاحب کی عبارت پر ہے اس کے وہی ذمہ دار ہیں۔ اگر دوسرے اصحاب اس کی نسبت کچھ کہتے رہے اور انھیں تسلیم نہ ہو تو بے کار۔ یا انھوں نے مولوی اشرفتی صاحب کے کفر کو تسلیم کر لیا تو کیا مولوی اشرفتی صاحب اس سے راضی ہو جائیں گے؟ یا یہ اصحاب ان کی طرف سے توبہ کریں گے۔ اور یہ تو بہ انھیں کچھ لفظ دے سکے گی؟

مولوی اشرفتی صاحب کو یہ کہنے کا موقع ہو گا کہ ہمارا مناظر بہک گیا، چوک گیا، میں ہوتا تو جواب دیتا، اور جھگڑا باقی رہ جائے گا۔ منظور جھگڑے ہی کا خاتمہ کرنا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مولوی اشرفتی صاحب کو مناظرہ سے بچایا جائے۔ ان کے تمام معتقدین ضرورت سمجھیں تو انھیں مدد دیں۔ ہم اس کا پورا موقع دیں گے۔ جواب کیلئے جو وقت ہم نے تجویز کیا ہے اگر وہ ناکافی سمجھیں تو اس میں توسعی کی جاسکے گی۔ اطمینان کے ساتھ مولوی اشرفتی صاحب جواب لکھ لیں، لکھالیں۔ اس میں کیا دشواری ہے۔

میں مولوی اشرفتی صاحب کے ان مراد آبادی معتقدین سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد جنگ وجدال اور نزع کو بڑھانا نہیں ہے۔ ہم اس وقت کی زد اکت دیکھ کر اس نزع کا خاتمہ کر دینا نہایت ضرور سمجھتے ہیں۔ بہت متانت و سنجیدگی سے گفتگو کی جائے گی۔ اور اس لئے آپ کے کسی دخراش لفظ کی طرف ہم التفات نہیں کرتے۔ آپ سب حضرات یہی کوشش کیجئے کہ مناظرہ ہو جائے۔ اور اب تو کچھ عذر نہ رہا۔ عذر تو یہی تھا کہ مولوی اشرفتی صاحب صفر کے قبل نہیں ہیں، ہم کہتے ہیں نہیں ہیں سفر نہ کریں۔ اس مناظرے کا انتظام کریں علمائے اہل سنت کو وہاں بلا لیں۔ ہم اپنا کوئی باراں پر نہ ڈالیں گے۔ معاملہ تو صاف ہو۔ مسلمان تو اختلاف کی کشاکش سے نجات پائیں۔

آپ کا دل گالیاں دینے سے خوش ہوتا ہے۔ آپ ہمیں اور دوہنرا گالیاں دیتے ہیں۔ مگر کسی طرح اپنے پیشواؤ کو میدان مناظرہ میں سامنے لایے۔ اور اگر آپ کو بیکن ہو تو یا آپ اس کوشش میں ناکام رہیں اور آپ کا پیشواؤ کسی طرح مرد میدان نہ بنے تو حق واضح ہو گیا۔ ضد اور تعصی کے سر پر خاک ڈالتے۔ ایسے پیشواؤ کو چھوڑ دیئے۔ اور توبہ کر کے مسلمانوں میں آکر مل جائیے۔

مجھ سے ضرور کفر و اسلام ہی رہے گا۔ جس بات کا جھگڑا ہے، جس کی وجہ سے ہندوستان بھر میں جنگ و جدال برپا ہے۔

مناظرہ میں اسی کا تذکرہ نہ ہو یہ خواہش بھی پتہ دیتی ہے کہ ان حضرات کے اسلام کا ثبوت کارے دارہ! ان کے حامی بھی اس کی ہمت نہیں کرتے کہ کفر جیسے الزام کو ان پر سے اٹھائیں۔

آئیے آئیے!! حیلے حوالے دور کجھے۔ اور مولوی اشرفتی صاحب کو مجلس مناظرہ میں لا کر ہندوستان بھر سے منازعہ کا خاتمه کر دیجئے۔

دعوت مناظرہ پر وہابی دنیا میں ہاچل

زمانہ موجودہ کے مصائب سے ایک درمیانہ اسلام نے بے چین ہو کر مسلمانوں کی خانہ جنگیاں مٹانے کی یہ تدبیر سوچی تھی کہ مولوی اشرفتی صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابیہ کے سرگروہ اور پیشواؤ ہیں۔ اور ان کے قلموں سے ان کتابوں میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں منقصت و توہین کے کلمات نکلے ہیں اور انہوں نے اور ان کے معتقدین نے چھاپے اور شائع کئے ہیں۔ مسلمان ان کلمات کو دیکھ دیکھ کر ترپ ترپ جاتے ہیں۔ اور انھیں جس قدر بھی صدمہ ہو کم ہے۔ عرب اور عجم کے علماء نے ان کلمات کی بنابری صاحبوں پر اور ان سے پہلے ان کے بزرگوں کی تحریروں کی بنابری پر کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ اس وجہ سے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان ان لوگوں کو کافر خارج ازا اسلام جانتے ہیں۔

غیر مسلموں کو ان کے ناقص کلمات سے جرأت ہوتی ہے۔ اور بذبانی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سیٹھ جمال بھائی و فاسم بھائی سلیمان اللہ تعالیٰ نے نہایت نیک دلی اور اسلامی ہمدردی سے یہ چاہا کہ یہ معاملہ طے ہو جائے۔ اور اس وقت اس زیان کو رفع کر کے ان صاحبوں اور ان کے معتقدین کے ملانے کی صورت نکالی جائے۔ سیٹھ صاحب موصوف کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے تو انہیں دونوں سے۔ اور ان کی حیات کے بعد فیصلہ کی امید بے کار ہے۔ کیونکہ الزام ثابت ہو جانے پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ دونوں صاحب توبہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کی توبہ سے ہندوستان بھر کا جھگڑا رفع ہو سکتا ہے۔ ان کے بعد ان کے مریدین و معتقدین سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے پیر کا کافر خواہ کیسے ہی روشن دلائل سے ثابت ہو تسلیم کر لیں گے۔ اور فتح کر کے تائب ہو جائیں گے۔ اور از سر نوجہ دیا اسلام کریں گے، نہایت بجدید ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں۔ اور وہیں ان کے پاس دعوت مناظرہ بھیجی گئی ہے۔ اور ہندوستان آنے میں جو

صارف ہوں اُس کے ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک ان کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ممکن ہے کچھ عرصہ بعد جواب آئے۔ لیکن مولوی اشرفتی صاحب ہندوستان میں موجود ہیں۔ انھیں خود بھی اس کا احساس ہونا چاہئے تھا کہ یہ معاملہ ان کی زندگی میں طے ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی موجودہ مصیبت اور کفار کی چیز دستیاں دیکھ کر انھیں چاہئے تھا کہ وہ خود اپنے مخالفین کے سر برآورده علماء کو بلا کریا اُن کے پاس پہنچ کر عالمانہ طریقے سے سمجھ سمجھائیتے۔ اگر ان کا قصور ثابت ہوتا تو للہیت کے ساتھ توبہ کر لیتے۔ اور نفس کو درمیان میں حائل نہ ہونے دیتے۔

اور یاپا الفرض اگر کوئی معنی صحیح ان کی عبارت کے نکل سکتے تھے جو انھیں کفر سے بچا سکتے تو وہ علماء کو سمجھادیتے۔ قصر رفع ہو جاتا، خانہ جنگی مٹ جاتی۔ دونوں گروہ مل کر اسلام کو قوت پہنچاتے۔ لیکن بجائے اس کے مولوی اشرفتی صاحب نے سکوت محض کیا۔ کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک ماہ دامت انتظار بھی کب کی منقضی ہو چکی۔ مگر مولوی صاحب کی طرف سے بالکل خاموشی ہے۔ اور ان کے معتقد یعنی یہ تم ڈھار ہے ہیں کہ انھوں نے سہارنپور، مراد آباد، امر وہہ، دیوبند سے اشتہار چھاپ چھاپ کر گالیوں کی باش کر دی۔ جس سے فضا اور کدرہ ہوا اور جذبات مشتعل ہوں۔

ان میں سے مولوی مرتضی حسن صاحب مولوی اشرفتی صاحب کی وکالت کے بھی مدعا ہیں۔ اگر یہ دعویٰ اُن کا صحیح مانا جاوے تو سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی کی مہذب اور خیر خواہانہ دعوت مناظرہ کے جواب میں گالی گلوچ مولوی اشرفتی صاحب کا قول سمجھا جائے گا۔

یہ حضرات بجائے ان گالیوں کے معاملے کو طے کرنے کی کوشش کرتے ہوں مولوی اشرفتی صاحب کو عمّانے اُہل سُنّت کے سامنے آکر اپنی صفائی پیش کرنے کی رغبت دلاتے۔ اور اگر ضرورت ہوتی تو انہیں علمی امداد پہنچاتے۔ بجائے اس کے گالیاں دینی شروع کر دیں اور مناظرہ کے متعلق یہ عذر کہ مولوی اشرفتی صاحب بیمار ہیں تو انہیں نہایت آسانی کے ساتھ لا جایا جاسکتا ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو دس پندرہ دن کے بعد افاقہ ہونے پر وہ اپنی آمادگی کا وعدہ کر کے مسلمانوں کو مطمئن کر سکتے تھے۔

اس کی تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ مرض مرض الموت ہی ہے۔ کہ اس کے بعد افاقہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا۔ آخر

جواب نہ دینے کے کیا معنی؟

ان اشتہارات کے بعد سیٹھ جمال بھائی و قاسم بھائی نے یہ ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہی لکھا کہ آپ کو خود جواب دینا چاہئے۔ دوسرے کسی شخص کی گفتگو فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی تو شائستگی اور تہذیب اس درج پہنچ گئی ہے کہ ان کی تحریریوں پر جمال بھی افسوس کرتے ہیں۔ پھر مولوی مرتضی حسن صاحب تو وکالت کے مدعا لیکن مولوی اشرفتی صاحب اعلان نہیں کرتے کہ میں نے ان کو کیل کیا ہے۔ آپ کا کہا سنا میرا کہا سنا ہے۔ اور ان کا قبول اور عدول سب مجھے مسلم ہے۔ گویہ تو کیل تو کار آمد تھی۔ لیکن بتو کیل کے ادعائے وکالت کس قدر دھاندی ہے! اور ایسی قوم سے کیا الصاف کی امید ہو سکتی ہے؟

سیٹھ قاسم بھائی و جمال بھائی نے پھر مولوی اشرفتی صاحب کو ایک ماہ کی مہلت دی ہے۔ کہ وہ ایک ماہ کے عرصے میں

جواب دے دیں۔ افاقہ ہونے پر مجلس مناظرہ میں تشریف لانے کا وعدہ کریں۔ گفتگو نہایت مہذب، شاستری اور للہیت کے ساتھ ہوگی۔ لیکن تعجب ہے ابھی تک مولوی اشرف علی صاحب نے ہمت نہ کی۔ اگر درحقیقت اپنی عبارت کی وہ کوئی توجیہ سمجھتے ہیں تو ان کو ذرا بھی پس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ ان کا یہ تما مل اور معتقدین کا کھسیانہ پن اور چاروں طرف سے گالیوں کی بوچار کر دینا اور بھی ظاہر کرتا ہے کہ ان کے پاس اپنی صفائی کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور وہ کوئی قابل قبول بات جواب میں پیش نہیں کر سکتے۔

حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ کا مکتوب گرامی مولوی اشرف علی تھانوی کے نام

”بخدمت وسع المناقب جانب مولوی اشرف علی صاحب بہاد اللہ تعالیٰ السلام علی من اتع الہدی نقیر ایک فیصلہ کن مناظرہ کیلئے آپ سے ہر طرح تیار ہے۔ مسلمانان پادرہ کی آواز پر بلیک کہنے فوراً فوراً پادرہ چلنے اور تاریخ وقت روائی سے سیمیٹھ صاحب اور نقیر کو مطلع کیجئے۔ میں پابر کاب منتظر جواب ہوں۔ جھوٹے حیلے بہانے نہ بنائیے۔ فوراً اپنی مہری و سخاطری تحریر بذریعہ رجڑی بھیجئے۔ اور پادرہ نہ جانا ہو وہاں کچھ زیادہ مصیبت کا سامنا ہو تو جہاں آپ کو زیادہ آسانی ہو وہاں انتظام کرائیے۔ ایک ہفتے کی مهلت ہے۔ مناظرہ سے انکار جائز کا اقرار اور سکوت فرار پر قرار ہو گا۔ خیر شرط ست۔
گداۓ سجادہ رضوی نقیر محمد حامد رضا قادری بریلوی غفرلہ“

اس طرف سے تو یہ آمادگی اور مولوی اشرف علی صاحب کو کسی طرح خبر ہی نہیں ہوتی۔ آخر کیمیات ہے۔ گالیاں، دشام، کوئے، کچھ اس کا جواب نہیں ہو سکتے۔ یا مولوی اشرف علی صاحب کو سامنے آتا چاہئے ورنہ دنیا بقین کرے گی کہ اتنی تاکیدوں، اتنے اہتماموں، اتنی کوششوں، خاطر مدارات کے وعدوں، حفظ امن وغیرہ کی ذمہ داریوں اور مصارف سفر کے تکلف کے باوجود ایک فیصلہ کن شاستری اور مہذب مناظرہ کیلئے نہ آنایقیناً زبان حال سے جرم کا مقابل ہے اور جب مولوی اشرف علی صاحب سے ان کے کفر اٹھانے کیلئے اس قدر اہتمام سے مناظرہ کی دعوت دی جاتی ہے تو اس کے مجرم و سکوت کے بعد پھر ان کے کفر میں عذر و انکار گفتگو اور کلام کرنے کا محل نہ ہوگا۔ یہ سب با تین ملتوؤں ہیں۔ ابھی وقت ہے میدان میں آئیے معاملہ صاف کیجئے۔

مولوی اشرف علی صاحب کا سکوت اور دعوت مناظرہ کا انجمام

سیمیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی صاحب تاجر ان پادرہ ضلع بڑودہ نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو ایک فیصلہ کن مناظرہ کی اولوالعزمی اور متنانت کے ساتھ دعوت دی تھی۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کے سبب سے جو علمائے عرب و حرم نے مولوی اشرف علی صاحب پر کفر کے فتوے صادر کئے ہیں اُن کی نسبت مولوی اشرف علی صاحب کو موقع دیا جائے کہ اگر وہ کوئی عذر و جواب رکھتے ہوں تو علمائے اہل سُنّت کے سامنے پیش کریں۔ اور اگر ان کے کلام کی کوئی توجیہ

نہ ہو سکتی ہو تو تائب ہوں، اسلام لا میں اور ہندوستان بھر کا اختلاف اور فرقہ بندی رفع ہو جائے۔ مگر مولوی اشرف علی صاحب نے کسی طرح ہمٹت نہ کی۔ ان کے خاطر مدارات حفظ امن مصارف سفر کی تمام ذمہ داریاں سیٹھ صاحبان نے اپنے ذمہ میں لی تھیں اور انھیں یقین تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب تشریف لے آئیں گے۔ اور معاملہ صاف ہو جائے گا۔ خلق خدارات دن کے فرقہ وارانے شور و شغب سے نجات پائے گی۔ لیکن مولوی صاحب کونہ آنا تھا نہ آئے۔ کسی طرح مناظرہ کیلئے آمادہ و تیار نہ ہوئے۔ انھیں دعوت پر دعوت دی گئی۔ لیکن انھوں نے جواب تک نہ دیا۔

اُن کے معتقدین نے سیٹھ صاحبان کی مہذب و شاستہ التجارے مناظرہ پر مشتعل ہو کر گالیوں کی بارش کر دی۔ دیوبند، سہارنپور، امر وہہ، مراد آباد سے متعدد اشتہارات شائع ہوئے۔ جن میں سیٹھ صاحبان اور علمائے اہل سنت کو دل کھول کر کو سنے اور گالیاں دی گئی تھیں۔ سیٹھ صاحبان کا استقلال قابل تعریف ہے کہ انھوں نے ان گالیوں کی پرواہ نہ کر کے مناظرہ کی سعی کو جاری رکھا اور کمر، سہ کراستدعا میں کیں۔ یہاں تک کہہ دیا کہ اگر مولوی اشرفتی صاحب یہاں توہہ فرسٹ کلاس میں مع غلام کے سفر کریں۔ یا یہی تحریر کر دیں کہ دس بیس روز کے بعد افادت ہونے پر وہ تشریف لا میں گے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو جو جگہ مناظرہ کیلئے مناسب سمجھیں جہاں انھیں سہولت ہو وہ جگہ مناظرہ کیلئے مقرر کر لیں۔ علمائے اہل سُنّت وہیں تشریف لے جائیں گے۔ اس پر بھی مولوی اشرفتی صاحب آمادہ نہ ہوئے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ سیٹھ صاحبان کی سعی بے کار نہیں گئی۔ اُن کے بار بار کے چیلنجوں اور اعلانوں کے بعد مولوی اشرفتی صاحب میں جنبش نہ ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک اُن کے اُس کلام کی کوئی توجیہہ ممکن نہیں ہے۔ جس پر علمائے کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ ورنہ ایسے موقع سے فائدہ نہ اٹھانا اور اپنی برأت اور بے گناہی کے اظہار کیلئے بھی آمادہ نہ ہونا انھیں ہرگز گوارانہ ہوتا۔ نہ وہ ایک مسلمان کی ایسی مہذب التجارے پر معتقدین سے اس طرح گالیاں اور کو سنے دلواتے۔ گالیاں دینے والے اصحاب میں سب سے اول نمبر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ہیں جو مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات ہی ہیں۔ آپ کی تحریریوں سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ مدرسہ دیوبند میں ادب و تہذیب کی کیسی تعلیم دی جاتی ہے۔ مولوی صاحب کے قلم سے ایسے لکھے ہے تکف نکلتے ہیں جنھیں ادنیٰ طبقہ کے انسان بھی شامداہتہائی طیش کی حالت میں لکھنا گوارانہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ دعویٰ بھی سے کہ وہ مولوی اشرفتی صاحب کے جائز وکیل ہیں۔

اس پر سیٹھ صاحبان نے مولوی اشرفتی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ اگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ بیان سچا ہے تو آپ ہمیں مطلع کجئے۔ تاکہ ہم ان کی تحریروں سے آپ کے ادب و تہذیب کے متعلق رائے قائم کریں۔ اور اگر درحقیقت وہ آپ کے وکیل نہیں ہیں تو آپ اس کا صاف اعلان کر دیجئے تاکہ آپ ان کی وجہ سے مفت بدنام نہ ہوں۔ لیکن مولوی اشرفتی صاحب کی طرف سے اس کا کچھ جواب نہیں۔ اسی حالت میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کوئی تحریر کے لکھنے کا کیا حق حاصل ہے؟ جب ان کے دعوئے وکالت کو نذر اعتبار سے نہیں دیکھا گیا تھا تو ان پر لازم تھا کہ پہلے وہ اپنی صداقت کیلئے مولوی اشرفتی صاحب کا اعلان شائع کراتے۔ اور جب وہ پہنچ کر سکے اور مولوی اشرفتی صاحب نے ان کی پرواہ نہ کی تو اب انھیں خاموش رہنا

چاہئے۔ ان کا دعوئے وکالت قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔ جب مولوی اشرفی صاحب تک مولوی مرتضی حسن کی تصدیق کیلئے ایک حرف نہیں لکھتے تو مخالفین کے نزدیک ان کی بات کا کس طرح اعتبار ہو سکے گا اور بایں ہمہ مولوی مرتضی حسن صاحب نے بات بھی کیا کی؟ یہ کہنے لکھنے کی انھیں جرأت نہ ہوئی کہ مولوی اشرفی صاحب مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔

جب تمہارا سب سے بڑا پیشواں طرح عاجز و درماندہ ہوتے تم سب کو شرما کر خاموش بیٹھنا چاہئے۔ دوسروں کو گالیاں دینے سے تمہاری پیشانیوں کے داغ نہیں مٹ سکتے۔ اور اب آئندہ کمھی کسی دیوبندی کو مناظرہ کا نام لینے کا موقع نہ رہا۔ جب مولوی اشرفی بھی جرأت نہیں کر سکتے اور خود اپنے کلام کی کوئی توجیہ ان سے نہیں ہو سکی تو دوسرا کیا کرے گا؟ مولوی مرتضی حسن نے دوسری باتوں میں پڑ کر بزرگان اہل سنت کو گالیاں دے کر مناظرہ کو بھلانے یا اس سے جان بچانے کی تدبیر کی تھی۔ اس میں تو انھیں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ چیلنج دینے والوں نے گالی گلوچ کی طرف اصلاً اتفاقات نہ کیا۔ اور مناظرہ کا مطالبہ برابر جاری رکھا۔

مولوی مرتضی حسن صاحب کا عجز

لیکن مولوی مرتضی حسن صاحب کی تحریروں پر جو گرفتیں کی تھیں ان کے جواب سے وہ عاجز رہے جن میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

۱: دعوت مناظرہ کا جواب مولوی اشرفی صاحب نے کیوں نہ دیا؟
۲: دوسرے صاحبان کو خل در معقولات کا کیا حق تھا۔ اور اگر مولوی اشرفی صاحب اس گالی گلوچ پر راضی نہ تھ تو انھوں نے اپنے معتقدین کو اس سے کیوں نہ روکا؟

۳: مولوی مرتضی حسن صاحب سے دعوئے وکالت کی تصدیق سے مولوی اشرفی صاحب نے کیوں سکوت کیا؟
۴: مولوی مرتضی حسن صاحب نے مولوی اشرفی صاحب کے کفر کی نسبت یہ کہا کہ ”اپنی قبر میں وہ خود سوئں گے۔“ کیا یہ کفر کا اقرار نہیں؟

۵: مولوی اشرفی صاحب سے دریافت کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام مسئلہ زیر بحث ہونا چاہئے، کیا یہ آپ ہی کا کلام سمجھا جائے؟

۶: ایمیل کی شہرت تو محتاط دیندار مفتی کیلئے تکفیر سے کف لسان کی وجہ کافی ہے یا نہیں؟
۷: مولوی رشید احمد اور علمائے دیوبندی نے مولوی ایمیل صاحب دہلوی مصنف ”تقویۃ الایمان“ پر الحاد، زندقة کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

۸: دیوبندی گنگوہی اور دیوبندی فتوے کی رو سے مولوی ایمیل کو کافر کہیں تو کافر اور کافرنہ کہیں تو کافر؟
۹: مولوی مرتضی حسن صاحب مدارس اہل سنت کے طلبہ سے بھی مناظرہ نہیں کر سکتے۔ چاہے تجربہ کر لیں۔ ان کی وہ تن

دوزی کیلئے سنی مدارس کے طلبہ ہر وقت حاضر ہیں۔

۱۰: مولوی مرتضی حسن صاحب بریلی سرائے اور مداری دروازہ اور مجلس وعظ اور قاضی خلیل صاحب کے مکان اور پوکھری اصلح مظفر پور میں سُنْنی طلبہ کے مقابل مناظرہ سے پیٹھ دے کر بھاگ چکے ہیں۔
مولوی مرتضی حسن صاحب نے اُمِّلِ سُنَّتَ کے کسی الزام کا کوئی جواب نہیں دیا تو یہ تمام الزام انھیں خود اپنے قاعدے سے بھی مسلم ہوئے۔

نیا گالی نامہ:

مولوی مرتضی حسن صاحب نے اپنے اس نئے گالی نامہ میں بہت سی ناقص اور بیہودہ باتوں کی ایک فہرست شائع کر کے اُن سب کو اعلیٰ حضرت کے عقائد میں شمار کرایا ہے۔ اس کی نسبت میں پھر مولوی اشرفتی صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر مولوی مرتضی حسن صاحب کا یہ بیان اُن کے نزدیک سچا ہو تو وہ اپنا ایک حلفیہ بیان شائع کر دیں کہ ہاں اعلیٰ حضرت کے یہ عقائد ہیں اور اگر مولوی اشرفتی صاحب ایسا بھی نہ کر سکے تو مولوی مرتضی حسن صاحب کی رو سیاہی عالم آشکار ہے۔ اس پر کوئی پردہ نہ رہے گا۔

مسکلہ توبہ:

شہرت تو باحتیاط مفتی کیلئے بالکل کافی ہے اس کا کوئی جواب مولوی مرتضی حسن سے بن نہ آیا۔ لغوس والات کئے ہیں۔ اُن لغومیات سے کچھ علاقہ نہیں۔ صرف مولوی اشرفتی صاحب یہ لکھ دیں کہ کسی شخص کے کفریات دیکھنے کے بعد اس کی توبہ مسموع ہونے کی وجہ سے اگر کوئی مفتی احتیاط کرے تو وہ مفتی کافر ہو جاتا ہے؟ اور اس شخص کے جملہ اقوال کا شرعاً معتقد قرار دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بھی مولوی اشرفتی صاحب نے لکھا تو مولوی مرتضی حسن صاحب کی جو وقعت رہ گئی اُس کی نسبت میں کیا کہوں۔ تمام دنیا تف کہے گی۔

مولوی مرتضی حسن صاحب نے ایسے صریح جھوٹ بولے ہیں جس کی تصدیق کی خود مولوی اشرفتی صاحب کو بھی جرأت نہ ہوگی۔ جن کے پیچھے مولوی مرتضی حسن صاحب نے اپنا منہ کا لا کیا ہے۔
مولوی اشرفتی صاحب یہ بھی بتائیں کہ اُن کی وکالت کے مدعا مولوی مرتضی حسن نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”تم جس کو کافر کہو وہ پاک مؤمن ہوتا ہے“ کیا آپ کے نزدیک بھی یہ بات صحیح ہے؟ ہمارے نزدیک ابو جہل، ابو لهب، شداد، نمرود، ہامان اور ان سب کا بزرگ شیطان یہ سب کافر ہیں۔ تو یہ سب تمہارے نزدیک پکے مؤمن ہوئے۔ اور تم وہی ایمان رکھتے ہو جیسا ان سب کا ایمان ہے؟

مولوی اشرفتی صاحب آپ کے دعوے دار وکالت مولوی مرتضی حسن صاحب کی غیر مسلم پرستی اس درجہ پہنچ گئی ہے اور

وہ غیر مسلموں کی خوشامد میں اس درجہ غرق ہیں کہ علمائے اسلام کی نسبت اشتہار میں یہ چھاپا ہے ”آپ آریوں سے مناظرہ کریں گے، تم کو تو سناتن دھرمی بھی اپنے میں ملانا منظور نہ کریں گے، اگر یقین نہ ہو تو دریافت کرلو“۔ آریوں اور غیر مسلموں کی خوشامد اور ان کی حوصلہ فرازی بھی آپ لوگوں کا دین ہے۔ یہی آپ تبلیغ کرتے ہیں۔ پھر آپ بتائیے کبھی آپ مناظرہ کیلئے آریوں کے مقابل آئے ہیں؟ کبھی کسی حلقة ارتاد میں جا کر دعوتِ اسلام کا علم آپ نے بلند کیا ہے؟

شد صاند کو مناظرہ کا چیلنج دینے والے آپ تھے یا آپ کا کوئی ہم مذہب تھا؟ تمام دیوبند میں کس کو توفیق ہوئی تھی؟ ہوئی تو یہ ہوئی کہ اب مشرکین کی خوشامد کی جا رہی ہے۔ اس شرک پرستی پر خدا کی لعنت۔

برادران اہل اسلام! آپ کو مبارک کہاں باطل کے راز خلک گئے، ان کا عجز واضح ہو گیا: مولوی اشفعی صاحب اور ان کی تمام جماعت اہل حق کے مقابل عاجز رہی، مناظرہ کی ہمت نہ کر سکی تھی، کسی بات کا جواب نہ دے سکی اور انشاہ العزیز قیامت تک یونہی جواب نہ دے سکے گی۔ اُس کے پاس بھروسہ و شتم، افتراق و بہتان، بذریانی اور بدگوئی کے اور پچھہ سرما نہیں ہے۔ مولوی اشفعی صاحب کے معتقدو! اپنی جانوں پر حرم کرو، عاقبت سے ڈرو۔ جب تم اپنے پیشوای کی عاجزی ایسی طاہر و آشکار دیکھ لے تو اب اس کی محبت میں اپنی عاقبت بر بادنہ کرو اور اپنے ایمان درست کرو۔

حضر مظہر علیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل سے دیوبندی مولوی کا فرار

مولویان دیوبند کی ابلیسی جعل سازی

دیوبندیوں کی مجبوریوں کا احتساب

خبری دنیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ سیٹھ جمال بھائی و قاسم بھائی متطن پادرہ ضلع بڑودہ نے مسلمانوں سے دیوبندیہ مسائل کا فتنہ رفع کرنے کیلئے ایک فیصلہ کن مناظرہ چاہا تھا۔ اور دیوبندی علماء مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مولوی اشفعی صاحب تھانوی کو خصوصی دعوت دی تھی۔ اور ہر طرح کے انتظامات و ذمہ داری کا بارا پنے سر پر لیا تھا۔

دیوبندیوں میں مولوی مرتفعی حسن صاحب چاند پوری المعرفہ بدربھتی نے گالیوں سے لبریزا اشتہار کے ذریعے جواب دیا۔ جس پر اخبار ”سیاست“ لاہور نے بھی از روئے انصاف اظہار نفرت کیا ہے۔ دوسری جانب مقامی دیوبندی مولوی غلام نبی صاحب تاراپوری نے یہ عیاری برتنی کہ چند آدمیوں کو سیٹھ جمال بھائی کے پاس بھیجا اور کہلا کیا کہ ہم ۱۸ ستمبر کو بمقام چکھوڑا ضلع کھیر آتعلق آنند گجرات مناظرہ کریں گے۔ آپ اپنے علمائے کو لے کر آ جائیں۔ باوجود عدم فرست ۱۶ ارتارت خ کو یکخخت یہ اطلاع آنے پر سیٹھ جمال بھائی سیٹھ سلمان رجب اور شیری بیشہ اہل سنت ابو لفتح حضرت مولیانا حشمت علی صاحب لکھنؤی وقت مقررہ پر مقام مذکورہ میں پہنچ گئے۔ لیکن دیوبندی عالم مولوی غلام نبی صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ بار بار تلاش

وقاضوں کے بعد جواب آیا کہ کل چار بجے شام کو ہم ضرور آئیں گے۔

دوسرے روز شام کو ۷ بر بجے جب مناظرہ کی تیاری کی گئی اور مولوی غلام نبی صاحب دیوبندی کا انتظار تھا جائے مولوی صاحب کے پولیس آئی اور دفعہ ۴۰۵ کے ماتحت سیٹھ جمال بھائی اور سیٹھ سلمان رجب کا وارنٹ لائی۔ سیٹھ سلمان رجب وہاں موجود تھے اس لئے صرف سیٹھ جمال بھائی کو گرفتار کر لیا۔ جو بعد میں فوراً احانت پر رہا ہو گئے۔ مقدمہ زیر عدالت ہے۔

یہ ہے دیوبندیوں کی مجبوریاں اور عیاریاں۔ جب کہ دینی مسئلے کو علمی طور پر ثابت نہیں کر سکتے تو حکومت کے قانون سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اہل حق کو پریشان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد نبیٹھوی اور حفظ الایمان اور اظہرو مصنفہ مولوی اشتعل صاحب تھانوی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس درجہ توہین کی گئی ہے۔ کہ آج آرپ سماجیوں کو جو جرأت ہوئی ہے وہ ایسے ہی لوگوں کی تحریروں سے۔

سیٹھ جمال بھائی اس بلائے عظیم کا انسداد خوش اسلوبی سے چاہتے تھے۔ جس کا جواب وارنٹ سے ملا ہے۔ اب دیکھنے کچھری میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ فقط

رَاقِمْ عَاصِمْ خَادِمْ اَسْلَامْ دَاوَدْ بْنْ سَلِيمَانْ

(اخبار ”الفقیہہ“، امر ترجمہ جلد اونٹمبر ۳۰۰۷ء، اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۲۰)

حضور مظہر اعلیٰ حضرت کاسہ بارہ مولوی اشفعی تھانوی کو دعوت مناظرہ اور وہابی دنیا میں کھلبلی مولوی اشفعی صاحب سے مکر عرض

جناب والا! ہم پھر اطمینان دلاتے ہیں کہ للہیت کے ساتھ سنجیدگی اور ممتازت سے اپنے اور اپنے دونوں پیشواؤں کے سر سے کفر کے الزام اٹھانے اور ان کے جواب دینے کیلئے جناب ضرور تشریف لائیں۔ اور اگر آپ کی نظر میں جواب ناممکن ہو تو مسلمانوں کی خانہ جنگیوں پر حرم کر کے اللہ عزوجل کے حضور گردان بھکائیے اور توہین مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جرم سے توبہ کیجئے۔ اس میں بندہ کی شان نہیں جاتی۔ یہ شرم کی بات نہیں۔ میں مخلصانہ عرض کر رہا ہوں ابھی وقت ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیے۔ ہم پھر آپ کے جواب کا اس دعوت مکرہ کے صول ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ تک انتظار کریں گے۔ جو اشتہار ہماری دعوت مناظرہ کے جواب میں آپ کے معتقدین نے شائع کئے ہیں یقیناً آپ کے علم میں ہوں گے۔

اول تو ان صاحبوں کو خل در معقولات کا حق کیا ہے؟ آپ کو دعوت مناظرہ دیتے ہیں۔ آپ خاموش اور دوسرا سے صاحبان اشتہار دے رہے ہیں۔ پھر ان اشتہاروں میں کیا ہے؟ سب و شتم، گالی گلوچ، سو قینہ الفاظ، کذب، افتراء، بہتان اور غیر متعلق باتیں۔ ان میں سے ایک صاحب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند آپ کے جائز و کیل ہونے کے مدعا ہیں۔ کسی وکیل کو کلام کرنے کا تو اس وقت حق ہوتا ہے جب ہم نے وکیل کی گفتگو منظور کر لی ہوتی۔ لیکن اس سے قطع نظر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا آپ نے ان صاحب کو اپنا وکیل قرار دیا ہے؟ اور آپ ان کے ہر کلام کو مانتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا غلطی میں بیٹلا ہونے سے بچائیے اور آپ امر حق کا صاف اعلان کیجئے کہ وکالت کا دعویٰ کرنے میں ناظم صاحب دارالعلوم دیوبند بالتفہم کاذب و مفتری ہیں۔ اور اگر آپ نے وکیل کیا ہے تو اس کا بھی صاف اقرار کیجئے تاکہ ان کی تقریر کو آپ کی تہذیب کو آپ کی تہذیب سمجھا جائے۔ اگر یہ جناب کے وکیل ہوں تو ایسے وکیل لائق اور ایسے قابل ناظم تعلیمات کی تہذیب سے اور آپ کی ذات اور دارالعلوم کی تہذیب کو خاص شہرت حاصل ہوگی۔ مشکل سے کسی درسگاہ کو ایسا مہذب اور شاستہ ناظم میسر آسکے۔ اور ایسے ناظم کے انتخاب کرنے والے بھی مسخت آفریں ہیں۔ اگر ناظم صاحب تعلیمات دارالعلوم دیوبند کا یہ اشتہار کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں پہنچے گا تو وہ اس دارالعلوم کی تعلیم و تربیت پر کیا خوب رائے قائم کرے گا۔ ہم نے دعوت الی الخیر کے عوض گالیاں کھائی ہیں، کسی جرم کی پاداش میں نہیں، کسی کو برا کہنے پر نہیں، کسی کی توہین کرنے پر نہیں۔ ہمیں تو رُبُّ الْعَرْضَ سے اس کی جزا ملے گی۔ لیکن کون اہل عقل ہے جو اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ دعوت مناظرہ کا جواب اگر اپنی حقانیت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو دو حروف میں دیا جاسکتا تھا۔ اس قدر گالیوں کی بوچھار کرنے کی ضرورت

کیوں پیش آئی، کیا مجبوری تھی؟

جناب! یہ تیسری بار ہم خدام اسلام آپ سے باصرار تام گذارش کرتے ہیں کہ آپ اپنے اور اپنے پیشواؤں کے سر سے بار ازام کفر اٹھایے۔ ان شرائط مذکورہ چیخ پر پادرے تشریف لائے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہو تو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم سنی علماء کو لے کر آپ جہاں بتائیں وہاں حاضر ہوں۔

اور ازام کفر نہ اٹھ سکتا ہو، ہم اس یقین پر پہنچ لئے ہیں کہ ایسا ہی ہے تو اللہ توہ کریم جنتے۔ توہ سے عزت نہیں جاتی۔ آپ اگر توہ کر لیں گے تو یقین جانے آپ کو حقیقی عزت ملے گی۔ اور آپ کی وقت مسلمانوں کے قلوب میں بہت بڑھے گی۔ ورنہ مناظرہ کیلئے تیار ہو جائیے۔ آپ کے معتقدوں کے یہ حیلہ بہانے جھوٹ افترا آپ اور آپ کے پیشواؤں پر سے کفر کا واقعی ازام دھونہیں سکتے۔ یوں کفر کا بوجھ آپ کی گردان سے اُترنہیں سکتا۔

اُلمعیل دہلوی کو مسلمان کہاں کہا؟ آپ بتائیے۔ اعلیٰ حضرت نے اُس کے عقائد کو کفر ہی کہا ہرگز اُسے مسلمان نہیں کہا۔ آپ سے باصرار عرض ہے کہ آپ فوراً بتائیے کہ اعلیٰ حضرت نے اُلمعیل کو کہاں مسلمان لکھا؟ والسلام علیٰ من اتعالہ الہمی۔

جمال بھائی قاسم بھائی ساکنان پادرہ

(اخبار "الفقیہہ" امریکہ جلد ارمنبر ۳۳، ۲۱، نومبر ۱۹۲۷ء ص ۸۹/۱)